سوال

اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو کہتا ہے کہ اگر تم اپنے ماں باپ کے گھر جاؤ، تو تمہیں طلاق اور اس کی نیت بھی طلاق دینے کی ہو اور قول سے اجازت بھی نہیں دیتا۔ تین ماہ بعد بیوی چلی جاتی ہے، تو کیا طلاق ہو جائے گی؟ اگر خود اجازت دے دیتا ہے، کہ اچھا اب تم جا سکتی ہو تو کیا پھر طلاق نہیں ہوگی؟ دونوں صورتوں کی وضاحت کر دیجیے۔

جواب

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

کسی شخص کا اپنی بیوی کو یہ کہنا کہ اگر تم اپنے ماں باپ کے گھر جاؤ تو تمہیں طلاق، اور اس کی نیت بھی طلاق دینے کی ہو، تو جب بیوی اپنے ماں باپ کے گھر جائے گی، اسے ایک طلاق واقع ہو جائے گی۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أن یکون قصد إیقاع الطلاق عند الصفۃ فھذا یقع بہ الطلاق إذا وجدت الصفۃ کما یقع المنجز عند عامۃ السلف والخلف (مجموع الفتاوی از ابن تیمیہ: جلد نمبر 33، صفحہ نمبر 46)

اس کا (خاوند کا) ارادہ صفت کے وقت طلاق دینے کا ہو، تو سلف اور خلف کے تمام علماء کرام کے ہاں، جب بھی صفت پائی جائے گی، طلاق واقع ہو جائے گی، جیسا کہ موقع پر فوری دی گئی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

ابن حزم رحمہ اللہ نے اس طلاق کے واقع ہونے پر علماء کرام کا اجماع نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں:

وَاتَّفقُوا أَن الطَّلَاق إِلَى أجل أَو بِصفة وَاقع ان وَافق وَقت طَلَاق (مراتب الإجماع از ابن حزم، صفحہ نمبر 72)

علماء کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ وہ طلاق جس کو وقت یا کسی صفت کے ساتھ معلق کیا گیا ہو، واقع ہو جاتی ہے، اگر وہ وقت طلاق کے مطابق ہو۔

1. دوسری صورت میں، جب خاوند بیوی کو والدین کے گھر جانے کی اجازت دے دیتا ہے تو طلاق واقع نہیں ہوگی، کیونکہ اس شرط کو ختم کر دینا خاوند کا حق ہے، جب بھی وہ ختم کر دے کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ بعض اوقات انسان سمجھ رہا ہوتا ہے کہ اس کی بیوی کا اپنے والدین کے پاس جانا خرابی کا باعث ہوگا، تو وہ اسے کہہ دیتا ہے کہ اگر تو اپنے والدین کے پاس گئی تو تجھے طلاق، پھر وہ اس سے پیچھے ہٹ جاتا ہے اور شرط ختم کر دیتا ہے۔

واللہ أعلم بالصواب

محدث فتویٰ کمیٹی

فضیلۃ الشیخ جاوید اقبال سیالکوٹی

فضیلۃ الشیخ اسحاق زاہد